جاوید احمد غامدی

قانون عبادات

(۱۴)

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

حج و عمرہ کا طریقہ

حج و عمرہ کے لیے جو طریقہ شریعت میں مقرر کیا گیا ہے، وہ یہ ہے:

عمرہ

اس عبادت کی نیت سے اس کا احرام باندھا جائے،

باہر سے آنے والے یہ احرام اپنی میقات سے باندھیں؛ مقیم خواہ وہ مکی ہوں یا عارضی طور پر مکہ میں ٹھیرے ہوئے ہوں، اسے حدود حرم سے باہر قریب کی کسی جگہ سے باندھیں؛ اور جو لوگ ان حدود سے باہر، لیکن میقات کے اندر رہتے ہوں، ان کی میقات وہی جگہ ہے، جہاں وہ مقیم ہیں، وہ وہیں سے احرام باندھ لیں اور تلبیہ پڑھنا شروع کر دیں،

بیت اللہ میں پہنچنے تک تلبیہ کا ورد جاری رکھا جائے،

وہاں پہنچ کر بیت اللہ کا طواف کیا جائے،

پھر صفا و مروہ کی سعی کی جائے،

ہدی کے جانور ساتھ ہوں تو ان کی قربانی کی جائے،

قربانی کے بعد مرد سر منڈوا کر یا حجامت کرا کے اور عورتیں اپنی چوٹی کے آخر سے تھوڑے سے بال کاٹ کر احرام کھول دیں۔

یہ احرام ایک اصطلاح ہے۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ اب وہ شہوت کی کوئی بات نہیں کریں گے؛ زیب و زینت کی کوئی چیز،

مثلاً خوشبو وغیرہ استعمال نہیں کریں گے؛ ناخن نہیں تراشیں گے، نہ جسم کے کسی حصے کے بال اتاریں گے، نہ میل کچیل دور کریں گے، یہاں تک کہ اپنے بدن کی جوئیں بھی نہیں ماریں گے؛ شکار نہیں کریں گے؛ سلے ہوئے کپڑے نہیں پہنیں گے؛ اپنا سر، چہرہ اور پاؤں کے اوپر کا حصہ کھلا رکھیں گے، اور ایک چادر تہ بند کے طور پر باندھیں گے اور ایک اوڑھ لیں گے۔

عورتیں، البتہ سلے ہوئے کپڑے پہنیں گی، اور سر اور پاؤں بھی ڈھانپ سکیں گی۔ ان کے لیے صرف چہرہ اور ہاتھ کھلے رکھنے ضروری ہیں۔

تلبیہ سے مراد 'لبيك اللّٰهم لبيك؛ لبيك لا شريك لك، لبيك؛ ان الحمد و النعمة لك، و الملك؛ لا شريك لك' کا ورد ہے جو احرام باندھتے ہی شروع ہوتا اور بیت اللہ میں پہنچنے تک برابر جاری رہتا ہے۔ حج وعمرہ کے لیے تنہا یہی ذکر ہے جو اللہ تعالیٰ نے مقرر فرمایا ہے۔

طواف ان سات پھیروں کو کہتے ہیں جو ہر طرح کی نجاست سے پاک ہو کر بیت اللہ کے گرد لگائے جاتے ہیں۔ ان میں سے ہر پھیرا حجر اسود سے شروع ہو کر اسی پر ختم ہوتا ہے اور ہر پھیرے کی ابتدا میں حجر اسود کا استلام کیا جاتا ہے۔ یہ حجر اسود کو چومنے یا ہاتھ سے اس کو چھو کر اپنا ہاتھ چوم لینے کے لیے ایک اصطلاح ہے۔ ہجوم کی صورت میں ہاتھ سے یا ہاتھ کی چھڑی سے یا اس طرح کی کسی دوسری چیز سے اشارہ کر دینا بھی اس کے لیے کافی سمجھا جاتا ہے۔

سعی سے مراد صفا و مروہ کا طواف ہے۔ یہ بھی سات پھیرے ہیں جو صفا سے شروع ہوتے ہیں۔ صفا سے مروہ تک ایک اور مروہ سے صفا تک دوسرا پھیرا شمار کیا جاتا ہے۔ ان میں سے آخری پھیرا مروہ پر ختم ہوتا ہے۔

قربانی کی طرح صفا و مروہ کی یہ سعی بھی بطور تطوع کی جاتی ہے۔ یہ عمرے کا کوئی لازمی حصہ نہیں ہے۔ عمرہ اس کے بغیر بھی ہر لحاظ سے مکمل ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ ، فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ اَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا، وَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا ، فَاِنَّ اللّٰهَ شَاكِرٌ عَلِيْمٌ. (البقرہ ۲:۱۵۸)

''صفا اور مروہ یقیناً اللہ کے شعائر میں سے ہیں۔ چنانچہ وہ لوگ جو اس گھر کا حج یا عمرہ کرنے کے لیے آئیں، اُن پر کوئی حرج نہیں کہ وہ ان کا طواف بھی کر لیں، (بلکہ یہ ایک نیکی کا کام ہے) اور جس نے اپنے شوق سے نیکی کا کوئی کام کیا، اللہ اُسے قبول کرنے والا ہے، اُس سے پوری طرح باخبر ہے۔''

ہدی کا لفظ ان جانوروں کے لیے بولا جاتا ہے جو حرم میں قربانی کے لیے خاص کیے گئے ہوں۔ دوسرے جانوروں سے ان کو ممیّز رکھنے کے لیے ان کے جسم پر نشان لگائے جاتے اور گلے میں پٹے ڈالے جاتے ہیں۔ قرآن نے 'القلائد'[۱۵] کی تعبیر

[۱۵] المائدہ ۵:۲، ۹۷۔

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

ان کے لیے اسی بنا پر اختیار کی ہے۔

حج

عمرے کی طرح حج کی ابتدا بھی احرام سے ہوتی ہے۔ چنانچہ پہلا کام یہی ہے کہ حج کی نیت سے اس کا احرام باندھا جائے،

باہر سے آنے والے یہ احرام اپنے میقات سے باندھیں؛ مقیم خواہ وہ مکی ہوں یا عارضی طور پر مکہ میں ٹھیرے ہوئے ہوں یا حدود حرم سے باہر، لیکن میقات کے اندر رہتے ہوں، ان کی میقات وہی جگہ ہے، جہاں وہ مقیم ہیں، وہ وہیں سے احرام باندھ لیں اور تلبیہ پڑھنا شروع کر دیں،

۸/ ذوالحجہ کو منیٰ کے لیے روانہ ہوں اور وہاں قیام کریں،

۹/ ذوالحجہ کی صبح عرفات کے لیے روانہ ہوں،

وہاں پہنچ کر امام ظہر کی نماز سے پہلے حج کا خطبہ دے، پھر ظہر اور عصر کی نماز جمع اور قصر کر کے پڑھی جائے،

نماز سے فارغ ہو کر جتنی دیر کے لیے ممکن ہو، اللہ تعالیٰ کے حضور میں تسبیح و تحمید، تکبیر و تہلیل اور دعا و مناجات کی جائے،

غروب آفتاب کے بعد مزدلفہ کے لیے روانہ ہوں،

وہاں پہنچ کر مغرب اور عشا کی نماز جمع اور قصر کر کے پڑھی جائے،

رات کو اسی میدان میں قیام کیا جائے،

فجر کی نماز کے بعد یہاں بھی تھوڑی دیر کے لیے عرفات ہی کی طرح تسبیح و تحمید، تکبیر و تہلیل اور دعا و مناجات کی جائے،

پھر منیٰ کے لیے روانہ ہوں اور وہاں جمرۂ عقبہ کے پاس پہنچ کر تلبیہ پڑھنا بند کر دیا جائے اور اس جمرے کو سات کنکریاں ماری جائیں،

ہدی کے جانور ساتھ ہوں یا نذر اور کفارے کی کوئی قربانی واجب ہو چکی ہو تو یہ قربانی کی جائے،

پھر مرد سر منڈوا کر یا حجامت کرا کے اور عورتیں اپنی چوٹی کے آخر سے تھوڑے سے بال کاٹ کر احرام کا لباس اتار دیں،

پھر بیت اللہ پہنچ کر اس کا طواف کیا جائے،

احرام کی تمام پابندیاں اس کے ساتھ ہی ختم ہو جائیں گی، اس کے بعد اگر ارادہ ہو تو بطور تطوع صفا و مروہ کی سعی بھی کر لی جائے،

پھر منیٰ واپس پہنچ کر دو یا تین دن قیام کیا جائے اور روزانہ پہلے جمرۃ الاولی، پھر جمرۃ الوسطیٰ اور اس کے بعد جمرۃ الاخریٰ کو سات سات کنکریاں ماری جائیں۔

سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے زمانے سے حج و عمرہ کے مناسک یہی ہیں۔ قرآن مجید نے ان میں کوئی تبدیلی نہیں کی،

صرف اتنا کیا ہے کہ ان سے متعلق بعض فقہی مسائل کی توضیح فرما دی ہے۔

یہ پانچ احکام ہیں:

پہلا حکم یہ ہے کہ حج و عمرہ کے تعلق سے جو حرمتیں اللہ تعالیٰ نے قائم کر دی ہیں، ان کی تعظیم ایمان کا تقاضا ہے، وہ ہر حال میں قائم رہنی چاہییں۔ تاہم کوئی دوسرا فریق اگر انھیں ملحوظ رکھنے سے انکار کر دیتا ہے تو اس کے بدلے میں مسلمانوں کو بھی حق ہے کہ وہ برابر کا اقدام کریں، اس لیے کہ اس طرح کی حرمتیں باہمی طور پر ہی قائم رہ سکتی ہیں، انھیں کوئی فریق اپنے طور پر قائم نہیں رکھ سکتا:

اَلشَّهۡرُ الۡحَرَامُ بِالشَّهۡرِ الۡحَرَامِ ، وَالۡحُرُمٰتُ قِصَاصٌ ، فَمَنِ اعۡتَدٰی عَلَیۡکُمۡ ، فَاعۡتَدُوۡا عَلَیۡهِ بِمِثۡلِ مَا اعۡتَدٰی عَلَیۡکُمۡ ، وَاتَّقُوا اللّٰهَ ، وَاعۡلَمُوۡۤا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الۡمُتَّقِیۡنَ. (البقرہ ۲: ۱۹۴)

''ماہ حرام کا بدلہ ماہ حرام ہے اور (اسی طرح) دوسری حرمتوں کے بدلے ہیں۔ لہٰذا جو تم پر زیادتی کریں، انھیں اس زیادتی کے برابر ہی جواب دو، اور اللہ سے ڈرتے رہو، اور جان لو کہ اللہ اُن کے ساتھ ہے جو اس کے حدود کی پابندی کرتے ہیں۔''

استاذ امام امین احسن اصلاحی اس حکم کی وضاحت میں لکھتے ہیں:

''مطلب یہ ہے کہ اشہر حرم میں یا حدود حرم میں لڑائی بھڑائی ہے تو بہت بڑا گناہ، لیکن جب کفار تمھارے لیے اس کی حرمت کا لحاظ نہیں کرتے تو تمھیں بھی یہ حق حاصل ہے کہ قصاص کے طور پر تم بھی ان کو ان کی حرمت سے محروم کر دو۔ ہر شخص کی جان شریعت میں محترم ہے، لیکن جب ایک شخص دوسرے کی جان کا احترام نہیں کرتا، اس کو قتل کر دیتا ہے تو اس کے قصاص میں وہ بھی حرمت جان کے حق سے محروم کر کے قتل کر دیا جاتا ہے۔ اسی طرح اشہر حرم اور حدود حرم کا احترام مسلم ہے بشرطیکہ کفار بھی ان کا احترام ملحوظ رکھیں اور ان میں دوسروں کو ظلم و ستم کا ہدف نہ بنائیں، لیکن جب ان کی تلواریں ان مہینوں میں اور اس بلد امین میں بے نیام ہوتی ہیں تو وہ سزاوار ہیں کہ ان کے قصاص میں وہ بھی ان کے امن و احترام کے حقوق سے محروم کیے جائیں۔ مزید فرمایا کہ جس طرح اشہر حرم کا یہ قصاص ضروری ہے، اسی طرح دوسری حرمتوں کا قصاص بھی ہے۔ یعنی جس محترم چیز کے حقوق حرمت سے وہ تمھیں محروم کریں تم بھی اس کے قصاص میں اس کے حق حرمت سے انھیں محروم کرنے کا حق رکھتے ہو۔'' (تدبر قرآن ۱/ ۴۷۹)

دوسرا حکم یہ ہے کہ اس اجازت کے باوجود مسلمان اپنی طرف سے کوئی پیش قدمی نہیں کر سکتے۔ یہ اللہ کی حرمتیں ہیں، ان کے توڑنے میں پہل ایک بدترین جرم ہے۔ اس کا ارتکاب کسی حال میں بھی نہیں ہونا چاہیے۔ بیت الحرام پر حملہ خدا کے گھر پر حملہ ہے، جن جانوروں کے گلے میں خدا کی تخصیص کے پٹے بندھ گئے ہیں اور جو اللہ کے بندے اس کے فضل اور اس کی خوشنودی کی تلاش میں رخت سفر باندھ کر نکلے ہیں، ان کو نقصان پہنچانے کے درپے ہونا خود اللہ، پروردگار عالم سے تعرض کرنے کے مترادف ہے۔ اس وجہ سے کسی قوم کی دشمنی بھی مسلمانوں کو اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ وہ اس معاملے میں حدود

سے تجاوز کریں۔ ان پر واضح رہنا چاہیے کہ جو پروردگار اپنے عہد و میثاق سے قوموں پر کرم فرماتا اور انھیں سرفرازی بخشتا ہے، اس کے ہاں اس عہد و میثاق کے توڑنے کی پاداش بھی بڑی ہی سخت ہے:

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا، لَاتُحِلُّوْا شَعَآئِرَ اللّٰہِ، وَلَاالشَّھْرَالْحَرَامَ، وَلَاالْھَدْیَ، وَلَاالْقَلَآئِدَ، وَلَآآٰمِّیْنَ الْبَیْتَ الْحَرَامَ، یَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنْ رَّبِّھِمْ وَرِضْوَانًا... وَلَایَجْرِمَنَّکُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ اَنْ صَدُّوْکُمْ عَنِ الْمَسْجِدِالْحَرَامِ اَنْ تَعْتَدُوْا، وَتَعَاوَنُوْا عَلَی الْبِرِّ وَالتَّقْوٰی، وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَی الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ، وَاتَّقُوا اللّٰہَ، اِنَّ اللّٰہَ شَدِیْدُ الْعِقَابِ. (المائدہ۵:۲)

’’ایمان والو، اللہ کے شعائر کی بے حرمتی نہ کرو، نہ حرام مہینوں کی، نہ ہدی کے جانوروں کی، نہ (اُن میں سے بالخصوص) اُن جانوروں کی جن کے گلے میں نذر کے پٹے بندھے ہوئے ہوں، اور نہ بیت الحرام کے عازمین کی جو اپنے پروردگار کے فضل اور اس کی خوشنودی کی تلاش میں نکلتے ہیں... اور کچھ لوگوں نے مسجد الحرام کا راستہ تمھارے لیے بند کر دیا ہے تو اُن کے ساتھ اس بنا پر تمھاری دشمنی بھی تمھیں ایسا مشتعل نہ کر دے کہ تم حدود سے تجاوز کرو۔ (نہیں، تم حدود الٰہی کے پابند رہو)، اور نیکی اور تقویٰ کے کاموں میں تعاون کرو، اور گناہ اور زیادتی میں تعاون نہ کرو، اور اللہ سے ڈرتے رہو، اس لیے کہ اللہ سخت سزا دینے والا ہے۔‘‘

جَعَلَ اللّٰہُ الْکَعْبَةَ الْبَیْتَ الْحَرَامَ قِیٰمًا لِّلنَّاسِ، وَالشَّھْرَالْحَرَامَ، وَالْھَدْیَ، وَالْقَلَآئِدَ. ذٰلِکَ لِتَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰہَ یَعْلَمُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ، وَمَا فِی الْاَرْضِ، وَاَنَّ اللّٰہَ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ. اِعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰہَ شَدِیْدُ الْعِقَابِ، وَاَنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ.

(المائدہ۵:۹۷-۹۸)

’’اللہ نے بیت الحرام کعبہ کو لوگوں کے لیے مرکز بنایا اور حرمت کے مہینوں، قربانی کے جانوروں اور (اُن میں سے بالخصوص) اُن جانوروں کو (شعیرہ ٹھیرایا ہے) جن کے گلے میں نذر کے پٹے بندھے ہوئے ہوں۔ یہ اس لیے کہ تمھیں معلوم ہو جائے کہ اللہ جانتا ہے جو کچھ زمین و آسمان میں ہے اور اللہ ہر چیز سے واقف ہے۔ خبردار ہو جاؤ کہ اللہ سخت سزا دینے والا بھی ہے اور اللہ بخشنے والا اور مہربان بھی ہے۔‘‘

تیسرا حکم یہ ہے کہ حالت احرام میں شکار کی ممانعت صرف خشکی کے جانوروں کے لیے ہے، دریائی جانوروں کا شکار کرنا یا دوسروں کا کیا ہوا شکار کھا لینا، دونوں جائز ہیں۔ یہ رخصت اس لیے دی گئی ہے کہ خشکی کے سفر میں اگر زاد راہ تھڑ جائے تو اسے کسی نہ کسی طرح حاصل کیا جا سکتا ہے، لیکن دریائی سفر میں اس طرح کے موقعوں پر شکار کے سوا کوئی دوسرا راستہ باقی نہیں

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

رہتا۔ تاہم اس کے یہ معنی نہیں ہیں کہ لوگ اس رخصت سے آگے بڑھنے کی کوشش کریں۔ خشکی کا شکار ہر حال میں ممنوع ہے۔ لہٰذا اگر کوئی شخص جانتے بوجھتے اس گناہ کا ارتکاب کر بیٹھتا ہے تو اسے کفارہ ادا کرنا چاہیے۔

اس کی تین صورتیں ہیں:

جس طرح کا جانور شکار کیا گیا ہے، اسی قبیل کا کوئی جانور گھریلو چوپایوں میں سے قربانی کے لیے بیت اللہ بھیجا جائے۔

اگر یہ ممکن نہ ہو تو اس جانور کی قیمت کی نسبت سے مسکینوں کو کھانا کھلایا جائے۔

یہ بھی دشوار ہو تو اتنے روزے رکھے جائیں، جتنے مسکینوں کو کھانا کھلانا کسی شخص پر عائد ہوتا ہے۔

رہی یہ بات کے جانوروں کا بدل کیا ہے یا اگر جانور کی قربانی متعذر ہے تو اس کی قیمت کیا ہوگی یا اس کے بدلے میں کتنے مسکینوں کو کھانا کھلایا جائے گا یا کتنے روزے رکھے جائیں گے تو اس کا فیصلہ مسلمانوں میں سے دو ثقہ آدمی کریں گے تاکہ جرم کا ارتکاب کرنے والوں کے لیے اپنے نفس کی جانب داری کا کوئی امکان باقی نہ رہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا، لَيَبْلُوَنَّكُمُ اللّٰهُ بِشَيْءٍ مِّنَ الصَّيْدِ تَنَالُهٗٓ اَيْدِيْكُمْ وَرِمَاحُكُمْ، لِيَعْلَمَ اللّٰهُ مَنْ يَّخَافُهٗ بِالْغَيْبِ، فَمَنِ اعْتَدٰى بَعْدَ ذٰلِكَ، فَلَهٗ عَذَابٌ اَلِيْمٌ. يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا، لَا تَقْتُلُوا الصَّيْدَ وَاَنْتُمْ حُرُمٌ، وَمَنْ قَتَلَهٗ مِنْكُمْ مُّتَعَمِّدًا، فَجَزَآءٌ مِّثْلُ مَا قَتَلَ مِنَ النَّعَمِ، يَحْكُمُ بِهٖ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ، هَدْيًا بٰلِغَ الْكَعْبَةِ، اَوْ كَفَّارَةٌ طَعَامُ مَسٰكِيْنَ، اَوْ عَدْلُ ذٰلِكَ صِيَامًا، لِّيَذُوْقَ وَبَالَ اَمْرِهٖ. عَفَا اللّٰهُ عَمَّا سَلَفَ، وَمَنْ عَادَ فَيَنْتَقِمُ اللّٰهُ مِنْهُ، وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ ذُو انْتِقَامٍ. اُحِلَّ لَكُمْ صَيْدُ الْبَحْرِ وَطَعَامُهٗ، مَتَاعًا لَّكُمْ وَلِلسَّيَّارَةِ، وَحُرِّمَ عَلَيْكُمْ صَيْدُ الْبَرِّ مَا دُمْتُمْ حُرُمًا، وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْٓ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ.

(المائدہ ۵: ۹۴۔۹۶)

”ایمان والو، اللہ تمھیں اُس شکار کے ذریعے سے لازماً آزمائے گا جو تمھارے ہاتھوں اور نیزوں کی زد میں ہوگا، یہ دیکھنے کے لیے کہ تم میں سے کون غائبانہ اُس سے ڈرتا ہے۔ پھر جس نے اس تنبیہ کے بعد بھی حدود سے تجاوز کیا تو اُس کے لیے ایک دردناک عذاب ہے۔ ایمان والو، احرام کی حالت میں شکار نہ کرو، اور جو تم میں سے جان بوجھ کر ایسا کر گزرے تو اُس کا بدلہ اُس طرح کا جانور ہے، جیسا اُس نے مارا ہے۔ اس کا فیصلہ تم میں سے دو عادل آدمی کریں گے اور یہ نذرانہ کعبہ پہنچایا جائے گا۔ یا نہیں تو اِس گناہ کے کفارے میں مسکینوں کو کھانا کھلانا ہوگا یا اسی کے برابر روزے رکھنے ہوں گے تاکہ وہ اپنے کیے کی سزا چکھے۔ پہلے جو کچھ ہو چکا، اسے اللہ نے معاف کر دیا ہے، لیکن جو اِس کا اعادہ کرے گا، اللہ اُس سے انتقام لے گا (یہ اللہ کا فیصلہ ہے) اور اللہ زبردست ہے، وہ انتقام لینے والا ہے۔ دریا کا شکار اور اس کا کھانا تمھارے لیے حلال کیا گیا ہے، تمھارے لیے اور تمھارے قافلوں کے زادراہ کے

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

لیے اور خشکی کا شکار بدستور حرام ہے، جب تک تم احرام کی حالت میں ہو۔ (اس کی پابندی کرو) اور اُس اللہ سے ڈرتے رہو جس کے حضور میں تم سب حاضر کیے جاؤ گے۔‘‘

چوتھا حکم یہ ہے کہ حج وعمرہ کے لیے سفر کرنے والے اگر کسی جگہ گھر جائیں اور ان کے لیے آگے جانا ممکن نہ رہے تو اونٹ، گائے، بکری میں سے جو میسر ہو، اس کی قربانی اسی جگہ کر دیں اور سر منڈوا کر احرام کھول دیں۔ ان کا حج وعمرہ یہی ہے۔ صلح حدیبیہ کے موقع پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی کیا تھا۔[۴۱۶] اس معاملے میں یہ بات، البتہ واضح رہنی چاہیے کہ قربانی اس طرح کی کسی جگہ پر کی جائے یا مکہ اور منیٰ میں، اس سے پہلے سر منڈوانا جائز نہیں ہے، الاّ یہ کہ کوئی شخص بیمار ہو یا اس کے سر میں کوئی تکلیف ہو اور وہ قربانی سے پہلے ہی سر منڈوانے پر مجبور ہو جائے۔ قرآن نے اجازت دی ہے کہ اس طرح کی کوئی مجبوری پیش آجائے تو لوگ سر منڈوا لیں، لیکن روزوں یا صدقے یا قربانی کی صورت میں اس کا فدیہ دیں اور ان کی تعداد اور مقدار اپنی صواب دید سے جو مناسب سمجھیں طے کر لیں۔ روایتوں میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: تین دن کے روزے رکھ لیے جائیں یا چھ مسکینوں کو کھانا کھلا دیا جائے یا ایک بکری ذبح کر دی جائے تو کافی ہو جائے گا۔[۴۱۷]

وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ، فَاِنْ اُحْصِرْتُمْ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ، وَلَا تَحْلِقُوْا رُءُوْسَكُمْ حَتّٰى يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهٗ، فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ بِهٖٓ اَذًى مِّنْ رَّاْسِهٖ، فَفِدْيَةٌ مِّنْ صِيَامٍ اَوْ صَدَقَةٍ اَوْ نُسُكٍ. (البقرہ ۲:۱۹۶)

’’اور حج وعمرہ (کی راہ اگر تمھارے لیے کھول دی جائے تو ان کے تمام مناسک کے ساتھ اُن) کو اللہ ہی کے لیے پورا کرو، لیکن راستے میں گھر جاؤ تو ہدیے کی جو قربانی بھی میسر ہو، اُسے پیش کر دو، اور اپنے سر اُس وقت تک نہ مونڈو، جب تک یہ قربانی اپنی جگہ نہ پہنچ جائے۔ پھر جو بیمار ہو یا اس کے سر میں کوئی تکلیف ہو تو اُسے چاہیے کہ روزوں یا صدقے یا قربانی کی صورت میں اُس کا فدیہ دے۔‘‘

پانچواں حکم یہ ہے کہ باہر سے آنے والے اگر ایک ہی سفر میں حج وعمرہ، دونوں کرنا چاہیں تو کر سکتے ہیں۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ وہ پہلے عمرہ کر کے احرام کھول دیں، پھر ۸/ ذوالحجہ کو مکہ ہی سے دوبارہ احرام باندھ کر حج کر لیں۔ یہ محض ایک رخصت ہے جو اللہ تعالیٰ نے دو مرتبہ سفر کی زحمت کے پیش نظر باہر سے آنے والے عازمین حج کو عطا فرمائی ہے۔ لہٰذا وہ اس کا فدیہ دیں گے۔ اس کی دو صورتیں ہیں:

۴۱۶؎ بخاری، رقم ۱۸۰۷، ۱۸۱۱، ۱۸۱۲۔

۴۱۷؎ بخاری، رقم ۱۸۱۴۔ مسلم، رقم ۱۲۰۱۔

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

اونٹ، گاے اور بکری میں سے جو جانور بھی میسر ہو، اس کی قربانی کی جاے۔

یہ ممکن نہ ہو تو دس روزے رکھے جائیں: تین حج کے دنوں میں اور سات حج سے واپسی کے بعد۔

اس سے واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہتر یہی ہے کہ حج کے لیے الگ اور عمرے کے لیے الگ سفر کیا جاے۔ چنانچہ قرآن نے صراحت کر دی ہے کہ یہ رعایت ان لوگوں کے لیے نہیں ہے جن کے گھر در مسجد حرام کے پاس ہوں:

فَاِذَآ اَمِنْتُمْ، فَمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ اِلَى الْحَجِّ، فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ، فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ فِى الْحَجِّ، وَسَبْعَةٍ اِذَا رَجَعْتُمْ، تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ . ذٰلِكَ لِمَنْ لَّمْ يَكُنْ اَهْلُهٗ حَاضِرِى الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ، وَاتَّقُوا اللّٰهَ ، وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ. (البقرہ ۲:۱۹۶)

”پھر جب امن کی حالت پیدا ہو جاے تو جو کوئی عمرے (کے سفر سے) یہ فائدہ اٹھاے کہ اس کے ساتھ ملا کر حج بھی کر لے تو اُسے قربانی کرنا ہو گی جیسی بھی میسر ہو جاے۔ اور اگر قربانی میسر نہ ہو تو روزے رکھنا ہوں گے، تین حج کے زمانے میں اور سات (حج سے) واپسی کے بعد۔ یہ پورے دس دن ہوے۔ (اس طریقے سے ایک ہی سفر میں عمرے کے ساتھ ملا کر حج کی) یہ (رعایت) صرف اُن لوگوں کے لیے ہے جن کے گھر در مسجدِ حرام کے پاس نہ ہوں۔ (اِس کی پابندی کرو) اور اللہ سے ڈرتے رہو، اور خوب جان لو کہ اللہ سخت سزا دینے والا ہے۔“

اس حکم کے بارے میں یہ بات بھی واضح رہنی چاہیے کہ جو لوگ اس رعایت سے فائدہ اٹھانا چاہتے ہوں، ان کے لیے سہولت یہ ہے کہ وہ پھر ہدی کے جانور ساتھ نہ لائیں، بلکہ قربانی کے دن وہیں سے خرید لیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ان جانوروں کی قربانی یوم النحر کو ہو گی اور جیسا کہ بیان ہوا، قربانی سے پہلے وہ سر نہیں منڈوا سکیں گے اور اس کے لازمی نتیجے کے طور پر احرام بھی نہیں کھول سکیں گے۔ حجۃ الوداع کے موقع پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہی صورت پیش آ گئی تھی۔ چنانچہ آپ نے فرمایا:

لو انی استقبلت من امری ما استدبرت ما اهديت، ولولا ان معی الهدی لاحللت. (بخاری، رقم ۲۵۰۵)

”مجھ پر وہ بات اگر پہلے واضح ہو جاتی جو اب ہوئی ہے تو میں ہدی کے جانور ساتھ نہ لاتا اور نہ لاتا تو میں بھی احرام کھول دیتا۔“

[باقی]

---

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com